© rasailojaraid.com

الفقه المعاصر

مسیحیت کے بین الاقوامی عزائم

ڈاکٹر محمود احمد غازی

مسیحیت کے بین الاقوامی عزائم ایک ایسا وسیع اور طویل موضوع ہے جس پر کسی ایک لیکچر کی نہیں بل کہ لیکچروں کے ایک طویل سلسلے کی ضرورت ہے، جب جا کر یہ مضمون کما حقہ پورا ہو سکتا ہے، اور اس کے مختلف گوشوں کی نشان دہی کی جا سکتی ہے۔ لیکن بہت اختصار کے ساتھ دنیائے اسلام کے مختلف ممالک کی صرف مثالیں دیتے ہوئے میں یہ عرض کرنے کی کوشش کروں گا کہ عیسائی مشنریز جو دنیا بھر میں کام کر رہی ہیں ان کے سامنے کیا عزائم ہیں، جن جن چیزوں کے وہ دعوے دار ہیں کیا وہ دعوے درست ہیں؟ اور کیا وہی ان کے مقاصد ہیں یا ان کے علاوہ ان کے اور مقاصد بھی معلوم ہوتے ہیں۔

ظاہر بات ہے کہ دنیائے اسلام میں عیسائی مشنریز کی سرگرمیاں نئی نہیں ہیں، پچھلے کئی سو سال سے دنیائے اسلام میں ان کی سرگرمیاں جاری ہیں، جب دنیائے اسلام میں استعمار کی کوشش شروع ہوئی یعنی Colonilation کا سلسلہ شروع ہوا تو اس سے پہلے دنیائے اسلام میں مسیحی سرگرمیاں شروع ہو چکی تھیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ جہانگیر کے زمانے میں ہندوستان میں بڑی تعداد میں مشنریز آ چکی تھیں۔ اکبر کے دربار میں عیسائی مشنریز آئے تھے، اور کسی وجہ سے اکبر اور جہانگیر جیسے حکم رانوں نے اجازت دے دی کہ وہ ہندوستان میں اپنی سرگرمیاں منظم کریں۔ اس زمانے میں تاجر مسیحی مشنری یہ دونوں اس طرح مل جل کر کام کر رہے تھے کہ دونوں ایک دوسرے کے مقاصد کو بڑھا رہے تھے، تاجر جب اپنی پیش رفت کرتے تھے تو عیسائی مشنریز کے کام میں مدد ملتی تھی۔ عیسائی مشنریز اپنے کام کو جتنا منظم کرتے تھے اس سے تاجروں کے کام میں مدد ملتی تھی۔ اور اس طرح ہوتے ہوتے تقریباً دو سو ڈھائی سو سال کا زمانہ ایسا گزرا کہ تجارت اور مشنری سرگرمیاں دونوں ایک ساتھ چلیں اور جہاں جہاں انگریزوں کی تجارت منظم ہوتی گئی وہاں عیسائی مشنریز بھی بہت زیادہ فعال اور مضبوط ہو گئیں۔

☆حافظ علی اذکار المناسبات فانها حفظ لك وصيانة بوفيها من السداد والارشاد ما يصلح به يومك.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چناں چہ اگر آپ نے اس دور میں عیسائی مشنریز کی یا عیسائی سرگرمیوں کی تجارتی سرگرمیوں کی تاریخ دیکھی ہو تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ انہوں نے اپنی سرگرمیوں کا دائرہ ساحلی علاقوں میں پھیلایا۔ ساحلی علاقوں میں ان کے پاس بڑی مضبوط بحری طاقت تھی، پوری دنیا پر ان کا کنٹرول اسی بحری طاقت کے ذریعے تھا، اور اسی بحری طاقت کے بل پر ان کے لئے بڑا آسان تھا کہ وہ ایسے علاقوں میں آسانی سے جا سکیں جو ساحلی علاقوں میں ہیں، اور اگر انہیں وہاں کوئی خطرہ درپیش ہو تو اپنی بحری طاقت کے ذریعے وہاں سے فرار بھی ہوسکیں۔ چناں چہ انہوں نے بمبئی میں، سورت میں، مدراس میں، کلکتے میں، کراچی میں، سنگاپور میں، ملایا میں، گاتا میں اپنی سرگرمیاں منظم کیں۔ آپ پوری دنیائے اسلام کا نقشہ لیں تو سب سے زیادہ مسیحی سرگرمیوں کی تنظیم آپ کو ساحلی علاقوں میں ملے گی۔ اور ان ساحلی علاقوں میں ملے گی جو بڑے تجارتی مراکز تھے، یا بعد میں بڑے تجارتی مراکز بن گئے۔ مسلمان حکم رانوں نے اپنی سادہ لوحی، ناعاقبت اندیشی، بے وقوفی، مفادات یا کسی اور سبب سے، ہم نہیں کہہ سکتے، اللہ کو معلوم ہے کیا اسباب تھے لیکن مختلف اسباب کی بنا پر اسی طرح عیسائی مشنری سرگرمیوں سے غفلت برتی، جیسے آج بہت سی چیزوں سے وقتی مفاد کی خاطر ہمارے ہاں غفلت برتی جا رہی ہے۔ فوری، چند ٹکے کے مفاد کی خاطر وہ مراعات عیسائی مشنریوں کو دی گئیں جس کے نتائج آج ہم سب بھگت رہے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ کسی بادشاہ کی کوئی عزیز خاتون بیمار ہوگئیں، جہانگیر کے سرکاری حکیموں نے علاج کیا اور وہ ٹھیک نہیں ہوا، تو ایک انگریز ڈاکٹر نے ان کا علاج کیا، اور اس کو صحت ہوگئی۔ صحت اللہ کے ہاتھ میں ہے، اس میں عقیدے کی کم زوری کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا، لیکن جہانگیر نے خوش ہو کر اجازت دے دی کہ آپ جہاں چاہیں تجارت کریں، اور انہیں پوری طرح اس بات کی اجازت دے دی کہ جہاں جہاں جی چاہے جائیں۔

چناں چہ ہندوستان کے اندرونی مراکز میں لکھنو میں، دہلی میں، آگرہ میں، ان کو تجارتی کوٹھیاں بنانے کی اجازت دے دی گئی۔ انہوں نے تجارتی مراکز بنائے اور اس موقع سے فائدہ اٹھا کر انہوں نے جہانگیر کے زمانے میں بڑی بڑی حویلیاں، کوٹھیاں اور مراکز بنالئے۔ بادشاہ کی طرف سے اجازت ہو، اور مسلمان کم زور ہوں، مالی مفادات کی اسی طرح لالچ رکھتے ہوں جس طرح آج ہمارے حالات ہیں تو کچھ بھی ہوسکتا ہے، اور انگریزوں کے پاس مال و دولت کی نہ اس وقت کمی تھی نہ آج ہے۔ عیسائی مشنریز نے ان چیزوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پورے ہندوستان میں اپنا جال پھیلا دیا۔ اورنگ

☆وزع الاعمال ولا تجمعها فی وقت واحد بل اجعلها فی فترات وبینها اوقات للراحة لیکون عطاؤک جیدا.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زیب عالم گیر کو اس کا احساس ہوا کہ یہ سلسلہ بڑا غلط ہے،اس نے ان کی تجارتی کوٹھیاں چھین لیں،آپ نے فرنگی محل کا نام سنا ہوگا،فرنگی محل لکھنو میں ایک بہت بڑی حویلی تھی، جو انگریزوں کو جہانگیر نے دی تھی،اور اسی لئے فرنگی محل کہلاتی تھی،اورنگ زیب نے وہ حویلی ان سے چھین لی اور وہ بعض علما کو دے دی کہ آپ دینی مدرسہ قائم کرلیں،چناں چہ فرنگی محل کے نام سے علما کا جو طویل سلسلہ ہے یہ اسی تجارتی کوٹھی میں قائم ہوا تھا،جو جہانگیر نے انگریزوں کو دی تھی اوراورنگ زیب نے ان سے چھین کر لکھنو کے علمائے کرام کو دے دی تھی۔اس میں سوا سو سال تک ایک بڑا دارالعلوم قائم رہا،مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی،عبدالحیٔ فرنگی محلی سمیت علما کا طویل سلسلہ اس سے پیدا ہوا۔اس چھوٹے سے تمہیدی مقدمے سے یا ابتدائی گزارش سے یہ اندازہ ہوگا کہ ہمارے اس برصغیر میں خاص طور پر عیسائی مشنریز کی آمد کوئی نئی بات نہیں ہے،بل کہ پچھلے تین ساڑھے تین سو سال سے یہ سلسلہ جاری ہے۔اور مختلف حکم رانوں نے مختلف اوقات میں بہت تھوڑے مفاد کی خاطر یا سادہ لوحی کے سبب عیسائی مشنریز کو جو مراعات دیں ان کے نتیجے میں یہ چیز پھیلتی چلی گئی۔

جیسے جیسے انگریز کے قدم ہندوستان میں پھیلتے گئے عیسائی مشنری سرگرمیاں مرتب اور منظم ہوتی گئیں۔صرف ہندوستان میں نہیں بل کہ دنیائے اسلام کے ہر گوشے میں ایسا ہی ہوا،یہاں تک کہ افریقہ میں ایک لطیفہ مشہور ہے اور افریقی باشندے اس کو بہت کثرت سے بیان کرتے ہیں کہ جب انگریز یہاں آیا تو زمین ہمارے ہاتھ میں تھی اور کتاب اس کے ہاتھ میں تھی،یعنی بائبل،اور انگریز جب یہاں سے گیا تو کتاب ہمارے ہاتھ میں تھی اور زمین انگریز کے ہاتھ میں تھی،گویا انہوں نے ہمیں عیسائی بنادیا اور ہماری زمینوں پر اور جائیدادوں اور مال ودولت پر قبضہ کرلیا۔یہ پورے افریقہ میں ہوا،افریقہ کے بیشتر حصوں پر کئی سو سال انگریز قابض رہے،اور بعض علاقے تو ایسے تھے کہ انہوں نے اس کو تقریباً گوروں کا ملک تصور کرکے کالوں کو انہوں نے وہاں سے نکال دینے کی کوشش کی،یا کالوں کو انہوں نے اس طرح سے مٹا دینا چاہا کہ وہ کبھی بھی ان کے مقابلے میں کھڑے نہ ہوسکیں،چناں چہ ساؤتھ افریقہ،زمبابوے وغیرہ یہ سب علاقے وہ تھے جن پر انگریزوں،گوروں کی لاکھوں کی آبادیاں ہیں اور ان کے ذہن میں یہ تھا کہ ہم یہاں مستقل حکم راں رہیں گے،چناں چہ چارسو سال وہ ساؤتھ افریقہ پر حکم راں رہے،ساڑھے تین سو پونے چارسو سال روڈیشیاں میں حکم راں رہے جس کا نام اب بدل کر زمبابوے کردیا گیا ہے۔لیکن اس کا نتیجہ یہ ضرور نکلا کہ اس پورے

☆من اعظم ابواب السعادۃ دعاء الوالدین فاغتنمہ بیرھما لیکون لک دعاؤھم حصنا حصینا من کل مکروہ۔☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علاقے میں اکثریت کوانہوں نے عیسائی بنالیا۔ جہاں جہاں عیسائی حکم راں ہوئے وہاں افریقی اکثریت عیسائی ہوگئی، اس لئے کہ ان کا کوئی مذہب نہیں تھا، ان کے سابقہ مذاہب میں کوئی جان نہیں تھی، کوئی تہذیب نہیں تھی، تمدن نہیں تھا، تعلیم نہیں تھی، اس لئے بہت جلد ہی عیسائی مشنریز نے ان کو اپنے دام میں لے لیا اور وہ عیسائی ہو گئے۔

لیکن مسلم ممالک میں انہیں کام یابی نہیں ہوئی اور کہیں بھی انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک کوئی بھی مسلم ملک ایسا نہیں تھا، جہاں انہیں ایک فی صد یا ایک فی ہزار بھی کام یابی ہوئی ہو، بل کہ ایک فی دس ہزار کے تناسب سے بھی انہیں کام یابی نہیں ملی۔ ان پورے تین سو سال میں ایسا نہیں ہوا کہ مسلمانوں میں سے انہوں نے کسی کو عیسائی بنایا ہو۔ اس بارے میں جتنے دعوے ہیں وہ سب کے سب یا تو مبالغے پر مبنی ہیں یا جھوٹ پر مبنی ہیں یا مسلمانوں کے خوف کی پیداوار ہیں کہ جی سندھ میں انہوں نے دس لاکھ مسلمانوں کو عیسائی کرلیا۔ وہ نہ تو دس ہزار کو عیسائی کرسکے، نہ دس کو، سب غلط ہے انہوں نے کسی کو عیسائی نہیں بنایا۔ اکا دکا واقعات کہیں ہوئے ہوں گے لیکن اکثر و بیشتر نہیں ہوئے، نہ ان کے ذہن میں مسلمانوں کو عیسائی بنانا ہے، یہ ان کے ذہن میں صاف ہے کہ مسلمانوں کو بڑی تعداد میں عیسائی نہیں بنا سکتے۔ کم از کم اب تک مسلمانوں کی تعلیم اور دینی حمیت کی وجہ سے صورت حال یہی ہے، آئندہ کیا ہوگا، ہم نہیں کہہ سکتے۔

لیکن عیسائیوں کے ذہن میں کیا ہے، وہ ایسا کس مقصد کے تحت کرتے ہیں، وہ کیوں ہندوستان میں تین سو سال سوا تین سو سال سے اپنے وسائل اور دولت کو ضائع کررہے ہیں۔ پوری پوری عمریں انہوں نے لگادی ہیں، اور جتنے انہماک سے اور جتنے خلوص سے کام کررہے ہیں اس کا اعتراف نہ کرنا زیادتی ہوگی۔ مسلمانوں میں شاید پاکستان میں ایک بھی ایسا آدمی نہ ملے، شاید بھی میں احتیاطاً کہہ رہا ہوں ورنہ بہ ظاہر یقینی طور پر ایسا ہی ہے کہ ایک بھی ایسا آدمی نہ ملے جو لاہور، کراچی، فیصل آباد، ملتان، پشاور کسی بڑے شہر کو چھوڑ کے اور سندھ کے ریگستان میں جاکر کسی جھونپڑی میں بیٹھ جائے اور ۵۰ سال زندگی کے وہاں اسلام کی تبلیغ میں گزار دے، اور روکھی سوکھی کھائے اور مزدوری کرے، بکریاں پال کر اپنا پیٹ پالے۔ کم از کم میرے علم میں ایسی کوئی مثال پاکستان میں، مصر میں، انڈونیشیا میں سعودیہ میں کوئی نہیں ہے کہ تبلیغ اسلام کے لئے کسی اعلیٰ تعلیم یافتہ آدمی نے جو ایم اے پاس ہو، بی اے ہو، بڑا مشہور ہو، معروف آدمی ہو، کسی بڑے شہر میں اس کی پکی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ملازمت لگی ہوئی ہو مگر اس نے ملازمت کو چھوڑ کے تھرپارکر میں رہائش اختیار کرلی ہو، یا وہ چولستان کے صحرا میں چلا گیا ہو، یا قلات کے قریب کسی گاؤں میں چلا گیا ہو اور وہاں جا کر اس طرح دعوت اور تبلیغ سے وابستہ ہوگیا ہو کہ اس نے باقی سب کچھ چھوڑ دیا ہو۔ ایسا کوئی نہیں ملے گا، لیکن پاکستان میں درجنوں نہیں سیکڑوں ایسے عیسائی مشنریز ملیں گے جو نہ صرف پاکستان میں اور دنیا کے ہر گوشے میں ہزاروں کی تعداد میں لاکھوں کی تعداد میں ہے کہ جنہوں نے زندگیاں قربان کردیں۔ اپنے پچاس پچاس سال، چالیس چالیس سال ایک دیہات میں بیٹھے گزار دیئے۔

چند برس پہلے ہمیں سندھ جانے کا موقع ملا۔ تھرپارکر کے ایک علاقے میں کینیڈا کے ایک پادری کے بارے میں علم ہوا کہ اس نے ۴۵ سال، یا ۴۸ سال ایک دیہات میں گزار دیئے اور دیہات کے ہندوؤں کو اس نے عیسائی بنایا، عیسائیوں کے گاؤں اس نے آباد کئے، ایک گرجا بنایا اور وہیں سڑک کے کنارے وصیت کی کہ مجھے یہاں دفن کردیا جائے اور قبر پر بائبل کا کوئی جملہ لکھنے کی وصیت کی تاکہ ہر گزرنے والا اس کو دیکھے۔ اب اس کا بیٹا یا اس کی اولاد اسی طرح سے گاؤں میں آباد ہے۔ جب کہ ہم میں سے کوئی آدمی ایک دن بھی وہاں گزارنے کے لئے آمادہ نہیں ہوا کہ صرف دینی دعوت کے نقطہ نظر سے وہاں وقت گزار سکے اور اسلام کی دعوت ان تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دے سکے۔

میں اپنے آپ کو بھی کہتا ہوں، میں کسی کی شکایت نہیں کررہا، ہم سب کو اعتراف کرنا چاہئے کہ دین کا علم رکھنے والوں نے یا دعوت دین کے مقصد سے دل چسپی رکھنے والوں نے اتنی قربانی دینے کے بارے میں کبھی نہیں سوچا، ایسا کیوں ہے؟ اس کے پیچھے کیا محرک ہے۔ یقیناً اس کا محرک گہرا مذہبی جذبہ ہے لیکن اس کے باوجود کے پچھلے ساڑھے تین سو سال میں مسلمانوں سے عیسائی ہوجانے والوں کی تعداد بڑی تھوڑی ہے۔

یہ کیوں اتنے تسلسل کے ساتھ اور ارتکاز کے ساتھ کام کررہے ہیں، اس پر غور کریں، ان کی تحریریں دیکھیں جو وقتاً فوقتاً چھپتی رہی ہیں تو اس کے دو بڑے اسباب معلوم ہوتے ہیں۔ اس کا ایک بڑا سبب تو یہ ہے کہ دنیائے اسلام میں بسنے والے ان غیر مسلم کو جو معاشی اور معاشرتی اعتبار سے زیادہ مقام اونچا نہیں رکھتے عیسائی بنایا جائے اور عیسائی بنانے کے لئے ان کو یہ تاثر دیا جائے کہ ان کا معاشرتی مقام عیسائی بن کر بلند ہوجائے گا، کم از کم وہ گوروں کے ساتھ، عیسائیوں کے ساتھ برابر کی سطح پر سمجھے جانے لگیں گے۔ اس طرح سے ان کو عیسائیت کے دائرے میں داخل کیا جائے۔ یہ چیز بڑی

☆انظر الی من هو دونك في الجسم والصورة والمال والبيت والوظيفة والذرية لتعلم انك فوق الوف الناس. ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کام یابی کے ساتھ ہندوستان میں، پاکستان میں، بنگلہ دیش میں عیسائیوں نے کی ہے۔

یہاں آپ کو معلوم ہے کہ ہندوؤں میں طبقاتی نظام تھا اور چار بڑے طبقات تھے جن کے سارے حقوق تھے، ان چار طبقات سے نیچے بغیر طبقے کے جو لوگ تھے جنہیں اچھوت کہتے ہیں جن کا کوئی طبقہ نہیں تھا، افسوس یہ ہے کہ مسلمانوں نے ایک ہزار سالہ دور حکومت میں بھی اس طبقے کی طرف کوئی توجہ نہیں دی اور اس طبقے میں قبول اسلام کے لئے کوئی کام نہیں کیا، اور اگر کیا تو وہ قابل ذکر نہیں تھا، اس لئے نتیجہ خیز نہیں ہوا اور وہ طبقہ اسی طرح ایک ہزار سال تک پستا رہا۔ مسلمانوں نے بھی اسے پیسنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ مسلمانوں نے ہندوؤں میں دیکھا کہ ان کے ہاں چار گروہ تھے، ایک برہمنوں کا تھا ایک کھتریوں کا تھا، ایک ویشوں کا تھا ایک شودروں کا تھا، یہ چار طبقات انہوں نے دیکھے تو مسلمانوں نے بھی اپنے کچھ اور طبقات بنا دیئے۔ یہ سادات کا طبقہ ہے، اور یہ شیخوں کا طبقہ ہے، یہ فلاں کا ہے یہ فلاں کا ہے۔ اور اسی طرح سے انہوں نے اپنے آپ کو ہندوؤں کے متعلقہ طبقے سے identify کر لیا، یہ مغل ہے، یہ پٹھان ہے، چار بڑے گروہ برصغیر میں مسلمانوں کے بنا کر انہوں نے اور ہندوؤں کے اعلی طبقوں نے مل کر شودروں کو اسی طرح محکوم رکھا، اسی طرح سے پیسا جس طرح ہندو چلے آرہے تھے، اس لئے اس طبقے میں اسلام کے لئے مسلمانوں کے لئے کوئی ہم دردی کا جذبہ نہیں پایا جاتا تھا، لیکن جب عیسائی مشنریز آئے انہوں نے سب سے زیادہ اس طبقے پر کام کیا۔

آپ دیکھیئے پاکستان میں آج جتنا بھی خاک روبوں کا طبقہ کہلاتا ہے یہ سارا کا سارا وہی ہے جو اچھوت ہے اور جسے ہندوؤں نے دبا کر رکھا تھا، مسلمانوں نے بھی اپنے حکم رانی کے دور میں ان کی حالت پر توجہ نہیں دی تھی اور عیسائیوں نے ان سب کو عیسائیت میں داخل کر لیا۔ یہی چیز پاکستان میں بھی نظر آئے گی، بنگلہ دیش میں نظر آئے گی، سوڈان میں نظر آئے گی۔ یہی چیز دنیائے اسلام کے بیشتر علاقوں میں نظر آئے گی کہ غیر مسلموں کا وہ طبقہ جو معاشرتی اعتبار سے کم زور تھا اس کو انگریزوں نے سرپرستی فراہم کی اور اس سرپرستی کے نتیجے میں ایک قابل ذکر تعداد عیسائیوں کی پیدا ہوگئی۔ یہ کام بڑی آسانی کے ساتھ خاموشی کے ساتھ کئی سو سال میں ہوا ہے، آج عیسائیت کی آبادی پاکستان میں کیا ہے، ہمیں نہیں معلوم لیکن جتنی بھی تعداد ہو تین چار فی صد سے زیادہ نہیں ہے، لیکن یہ تین چار فی صد اگر چہ تعداد میں تھوڑے ہیں لیکن بہ تدریج ان کا جو اجتماعی اور سیاسی رول ہے وہ تیزی کے ساتھ بڑھایا جا رہا ہے، صرف پاکستان میں نہیں بل کہ پاکستان، سوڈان، لبنان، عراق، سینٹرل ایشیا، بنگلہ دیش

☆تيقن ان كل من تعاملهم من اخ واب وزوجة واخت وصديق لا يخلو من عيب فوطن نفسك على تقبل الجميع .☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

،انڈونیشیا،ان علاقوں میں عیسائی اقلیت کو بڑی تیزی کے ساتھ ترقی دی جارہی ہے،اور بڑی تعداد میں اس پر وسائل صرف کیئے جارہے ہیں۔

آج سے اگر ۲۵ سال پہلے کے حالات اگر آپ کو یاد ہوں،اور آپ اپنی یادداشت ذہن میں تازہ کریں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ ۲۰،۲۵ سال پہلے عام ساعیسائی اتنازیادہ پرجوش اوراتنازیادہ سرگرم یا جیسے انگریزی میں کہتے ہیں کہ Offensine نہیں تھا،اس کے مزاج میں جارحیت نہیں تھی،جوآج معلوم ہوتی ہے،یہ کیوں تھا؟برصغیر کے مسلمانوں کی جانب سے جداگانہ انتخاب کامطالبہ ہوتارہا،اسی جداگانہ انتخاب کی بنیادپر پاکستان وجود میں آیا۔پھرپاکستان بننے کے بعد جب یہ سوال پیداہوا کہ جداگانہ انتخاب کے نظام کوباقی رکھا جائے یامخلوط جاری کردیا جائے توبنگلہ دیش کے ہندوؤں کامطالبہ تھا کہ مخلوط کردیا جائے ،باقی سب کامطالبہ تھا کہ جداگانہ ہونا چاہیئے ،حتی کہ عیسائیوں کامطالبہ بھی یہی رہااوریہ بات ریکارڈپرموجود ہے،اسمبلی کی دستاویزات میں موجود ہے،ان کی اپنی تحریروں میں موجود ہے اوراس موضوع پرعیسائی دانش وروں کی کتابیں موجود ہیں کہ جداگانہ انتخاب ہونا چاہیئے ،اس معاملے میں ان کارویہ بڑانرمی کا،بڑاٹھنڈارویہ تھا۔

اب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں جارحیت پیداہورہی ہے،یہ کیوں پیداہورہی ہے،اس طرح کے مطالبے کہ شناختی کارڈ میں مذہب کانام ہم نہیں لکھیں گے اوراس پردھمکی کہ ہم پاکستان کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے،یہ سب کسی بڑی طاقت کے ایماکے بغیرنہیں ہوسکتا۔یعنی آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کسی گاؤں کاچارخاندانوں پرمشتمل خاک روبوں کاچھوٹاگروہ جومسلمانوں کے کسی گاؤں میں رہتاہو،ہزارسال سے وہاں محکوموں کی زندگی گزاررہاہو،اگرچہ میں کبھی بھی یہ نہیں کہتا کہ ان کے ساتھ ہماراجورویہ تھاصحیح تھا،لیکن جوحقیقت تھی آپ کے سامنے ہے کہ کبھی بھی کسی خاک روب کوچارپائی یاکرسی پربیٹھنے کی ہمت نہ ہوتی تھی ،گاؤں کے آدمیوں کے مقابلے میں ہمیشہ زمین پربیٹھتے تھے،آج اچانک وہ کھڑاہوکرگاؤں کے چودھری کوچیلنج کرے،اورکہے کہ میں تمہاری حویلی کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گااورپوری دنیااس اعلان پرہل جائے۔یہ آخراچانک تونہیں ہوتا،ایساکسی کی سرپرستی کے بغیرنہیں ہوسکتا۔اس کے پیچھے کیاہے؟ایسا کیوں ہوا،اس پرہم سب کوغورکرنا چاہیئے۔

آج کل دنیامیں بہ ظاہرسیکولرازم کابڑاچرچاہے اورہمارے نالائق نااہل اورجاہل حکم راں اوربااثرلوگوں کاطبقہ جنہیں حالات کاکچھ پتہ نہیں،جنہوں نے کبھی دنیاکے معاملات

☆الزم الموهبة التیی اعطیتنها والعلم الذی ترتاح له والرزق الذی فتح لك والعمل الذی یناسبك.☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کو آنکھیں کھول کر نہیں دیکھا، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں واقعی سیکولرازم کا بڑا چرچا ہے اور واقعتاً مغربی دنیا سیکولرازم کی علم بردار ہے، اور مذہبی معاملات میں وہ غیر جانب دار ہے۔ انہوں نے ہمارے بااثر طبقے کو سیکولرازم کا ترجمہ بتایا ہے، مذہبی غیر جانب داری، حال آں کہ اس کا یہ مفہوم کبھی ہوگا، لیکن اگر آج یہ مفہوم مان لیا جائے تو مغرب ایک منٹ کے لئے بھی غیر جانب دار نہیں ہے، وہ انتہائی تعصب کے ساتھ عیسائیت کے معاملے میں جانب دار ہے، اور انتہائی متعصبانہ انداز سے اسلام سے دشمنی کے وہ تمام مظاہر اور شرائط وعناصر اس میں موجود ہیں جو ایک انتہائی متعصب انسان میں ہوسکتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے سیاست دانوں کے بااثر طبقے نے اپنی سادہ لوحی سے یہ سمجھ لیا کہ ایک جدید انسان کو مذہبی غیر جانب دار ہونا چاہئے، لہذا وہ غیر جانب دار ہے، اس کی نظر میں آپ اور آپ کا اسلام اور ایک اپنے مذہب سے جاہل کی عیسائیت سب برابر ہے، وہ آپ کو ایک سطح پر رکھے گا، بل کہ وہ عیسائی کو زیادہ اہمیت دے گا، اس لئے کہ اس کے پیچھے انگریز ہے اور آپ کے ساتھ اس کا رویہ ایک غیر ہم دردانہ نہیں بل کہ ایک طرح کا معاندانہ ہوگا، اس کا اگر تجربہ کرنا چاہیں تو آپ کر کے دیکھ لیں کہ کسی عیسائی کے خلاف جا کر پولیس میں رپورٹ درج کروائیں کہ اس نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا ہے، صرف آپ جا کر سادہ سی شکایت درج کروائیں، آپ کو اندازہ ہوجائے گا کہ یہاں کے بااثر طبقوں کا رویہ آپ کے بارے میں کیا ہے۔ پوری حکومت آپ کی، پولیس آپ کی، عدالت آپ کی، سارے کے سارے جتنے بھی ادارے ہیں وہ اس کا ساتھ دیں گے اور آپ کو مجرم سمجھیں گے، آپ کو جان بچانا، عزت بچانا مشکل کردیں گے۔ پاکستان کے جس گوشے میں جائیں تجربہ کر کے دیکھ لیں، یہاں کسی عیسائی کی مسلمان اگر نکسیر بھی چھوڑ دیں کہ اس نے توہین رسالت کی ہے، اس جرم میں اگر کوئی عام مسلمان شہری جذبات میں آکر اسے پتھر مار دے، دھکا دے دے اور اس کے نتیجے میں دیوار سے اس کی ناک لگ جائے، اور نکسیر پھوٹ جائے تو اگلے دن پوری دنیا اس طرح ہلتی ہوئے نظر آئے گی کہ جیسے پتہ نہیں کیا ہوگیا۔ لیکن عیسائی مسلمانوں کا قتل عام بھی کردیں، ابھی ۲۴ بچوں کو چینی گورنمنٹ نے مار ڈالا، آپ نے اخبار میں پڑھا ہوگا، لیکن کسی کے کان پر جوں نہیں رینگی، کسی اخبار میں، کسی معروف چینل پر بی بی سی اور سی این این پر کسی چھوٹی سے چھوٹی خبر بھی آپ نے نہیں دیکھی۔ ۲۴ بچے، ۱۲، ۱۳، ۱۴ سال کے، اور انہیں کھڑے کر کے گولی سے ماردیا، لیکن کچھ نہیں ہوا۔ اس کے برعکس اگر پاکستان کے کسی گاؤں میں دیہات میں سیالکوٹ میں گوجرانوالہ میں کسی عیسائی کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نکسیر پھوٹ جائے تو آپ دیکھیں گے کہ کیا ہوتا ہے،اس کی مثال دینے کی ضرورت نہیں، یہ روز کے مشاہدات ہیں۔

قابل غور امر یہ ہے کہ یہ سب محض اتفاق نہیں ہے،دنیا میں کوئی چیز اتفاق سے نہیں ہوتی بل کہ ہر چیز کے پیچھے ایک سلسلہ اسباب ہوتا ہے اور اس کے بعد اس کے نتائج ہوتے ہیں۔اللہ تعالی نے اس کائنات کو اسباب و نتائج اور علت و معلول کے سلسلے سے منسلک کیا ہے، ہر واقعے کے پیچھے اسباب ہوتے ہیں اور ہر واقعے کے نتائج ہوتے ہیں،کوئی واقعہ ہوا اور آپ یہ سمجھیں کہ اس کے اسباب نہیں تھے،یہ بالکل غلط بات ہے ۔ہر واقعے کے پیچھے اسباب تھے اور نتائج ہوتے ہیں۔وہ نتائج کیا ہیں،مسلمانوں میں افسوس کہ ہم نے نہ کبھی دیکھا کہ اس کے واقعے کے پیچھے اسباب کیا تھے،کب سے اس واقعے کے اسباب تیار کئے جا رہے تھے اور اس کے نتائج کیا ہوں گے،ہم یہ کبھی نہیں سوچتے ۔زیادہ سے زیادہ ہمارے حکم رانوں کو اس سے دل چسپی رہتی ہے کہ اگر کوئی ہنگامہ ہو گیا اور ۵۰ سو ادھر کے آ گئے اور ۵۰ سو ادھر کے آ گئے ،تو معاملے کو ختم کر دیا جائے ،اور کوئی گولی وغیرہ نہ چلے ،امن و سکون رہے۔لیکن اس کے پیچھے کیا ہو رہا ہے،ان کے کیا عزائم ہیں کیا ارادے ہیں،اس پر کوئی سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کرتا ،نہ کسی کو دل چسپی ہے،نہ کسی کے پاس وقت ہے نہ کسی میں اتنی صلاحیت ہے کہ ان مسائل پر غور کرے،ان کو سوچنے اور سمجھنے کی کوشش کرے۔

میں ایک چھوٹی سی مثال آپ کو لبنان سے دوں گا،لوگ تاریخ پڑھتے ہیں لیکن سبق نہیں لیتے ۔قرآن مجید میں اللہ تعالی نے فرمایا:

ان فی ذلک لعبرۃ لاولی الابصار (۱)

تاریخ عبرت کے لئے ہے۔

اور تاریخ کو ہر جگہ عبرت کہا گیا ہے

لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب (۲)

ان واقعات میں عبرت ہے عقل والوں کے لئے۔

تو اگر تاریخ میں عبرت ہے،جیسا کہ یقیناً ہے تو پھر تاریخی واقعات کو آپ دیکھ لیں۔لبنان ایک چھوٹا سا ملک ہے اور اتنا چھوٹا کہ اگر چھوٹا نقشہ ہو تو روئے زمین پر نظر بھی نہ آئے لیکن دنیا کے خوب صورت ترین مقامات میں سے ایک ہے،اور روایتی طور پر شام کا ایک حصہ تھا،وہ کبھی بھی الگ الگ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہیں تھا، شام میں ایک پہاڑ کا نام لبنان تھا، لیکن عیسائی مشنریز نے وہاں تقریباً ڈھائی سو سال پہلے سے کام کرنا شروع کیا۔ اس وقت یہ مسلم اکثریت کا علاقہ تھا، شام میں ہمیشہ مسلمانوں کی اکثریت رہی ہے۔ شامی مسلمانوں کی دینی حمیت اور دینی روایات پر پختگی ہمیشہ سے مشہور ہے۔ بڑے بڑے اہل علم، علما صلحاء بڑے بڑے محدثین سب شام میں پیدا ہوئے، لیکن ڈھائی سو سال پہلے تین سو سال پہلے وہاں عیسائی مشنریز نے کام کرنا شروع کیا اور آہستہ آہستہ ایسے طبقات جو مسلمانوں میں برابر کی سطح پر نہیں مانے جاتے تھے ان کو عیسائیت میں داخل کرنا شروع کیا۔ ڈھائی سو سال کے دوران باہر کے عیسائی بھی وہاں آکر بستے گئے۔ وہاں بسنا اس لئے آسان تھا کہ لبنانی باشندے بھی خوب صورت گورے ہوتے ہیں عیسائی یورپ سے آنے والے بھی گورے ہوتے ہیں، تو لونی التزام کی وجہ سے باہر سے آنے والوں کا پتہ نہیں چل سکتا۔ پاکستان میں، سندھ میں اگر باہر سے لاکر سو انگریزوں کو بسادیں تو سب کو معلوم ہوجائے گا کہ یہ انگریز ہیں، پتہ چل جائے گا کہ یہ باہر سے آیا ہے، البتہ لبنان جیسے علاقے میں ۲۵، ۳۰ سال کے بعد پتہ نہیں چلے گا کہ فلاں کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔

اس طرح عیسائی مشنریز نے عیسائیوں کو باہر سے آہستہ آہستہ لاکر یہاں بسانا شروع کیا۔ آس پاس کے قرب وجوار سے مصر سے لبنان سے شام سے عراق سے ترکی سے جو عیسائی ہوتا گیا اسے لاکر بساتے گئے، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لبنان میں عیسائیوں کی آبادی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ۲۵، ۳۰ فی صد ہوگئی۔ جب یہ ہوگیا تو انہوں نے لبنان کو ایک الگ ملک بنادیا اور الگ ملک بنانے کے بعد اس ملک میں اختیارات کی تقسیم یہ کی کہ اس میں اتنے فیصد عیسائی ہوں گے، اتنے فی صد شیعہ ہوں گے، اور اتنے فی صد سنی مسلمان ہوں گے، اور ان کے درمیان تقسیم کار یہ ہوگی کہ صدر مملکت ہمیشہ عیسائی ہوگا وزیر اعظم شیعہ ہوا کرے گا یا سنی مسلمان، اور پارلے منٹ کا اسپیکر فلاں مسلمان ہوا کرے گا۔ اس طرح عملاً انہوں نے لبنان کو ایک عیسائی مملکت بنادیا۔

اس کے بعد عیسائیوں کی جتنی بھی مشنریز سرگرمیاں عرب دنیا میں ہیں وہ ساری کی ساری لبنان سے منظم ہوتی ہیں۔ امریکن یونی ورسٹی بیروت کی وہاں ہے، جتنے عیسائی یونی ورسٹی، کالج اور اسکول لبنان میں بنے اتنے عرب دنیا میں نہیں بنے، اور وہاں سے بیٹھ کر انہوں نے پوری دنیا میں مسلم دنیا میں، عرب دنیا میں سیکولرازم اور لامذہبیت اور عرب نیشنل ازم کو فروغ دیا۔ سب سے زیادہ عرب

☆ انفرد بنفسك ساعة تدبر فيها امورك وتراجع فيها نفسك وتتفكر في آخرتك وتصلح بها دنياك. ☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نیشنل ازم پر اور مسلم امت کے تصور کے خلاف جو لٹریچر چھپا، وہ ۹۰ فی صد لبنان سے چھپا، اور عیسائی پادریوں کے ہاتھوں چھپا، عربی ادب کے نام پر، قصے کہانیوں کے نام پر، لٹریچر کے نام پر، کہانیوں کے، صحافت کے نام پر جتنے بڑی صحافی عرب دنیا میں سیکولرازم کے علم بردار پیدا ہوتے وہ سارے کے سارے لبنان سے پیدا ہوتے۔ اب اندازہ ہوتا ہے کہ لبنان کو کس کام کے لئے تیار کیا جارہا تھا، کیوں ایسا ہو رہا تھا اس سے پتہ چلا کہ جو کام وہ کرنا چاہتے ہیں اس کی وہ کئی سو سال پہلے منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ اور ان کے ذہن میں کام کرنے کا ایک مکمل نقشہ کام شروع کرنے سے پہلے موجود ہوتا ہے۔......................(جاری ہے)

حواشی

ا۔آل عمران:۱۳۰ ۲۔یوسف:۱۱۱

نئی کتاب

علامہ ڈاکٹر محمد رضوان نقشبندی صاحب کے دینی و اصلاحی، علمی و فکری

مقالات و مضامین

ناشر: علیمیہ پبلشرز......کراچی......0322-2402692

برائے رابطہ: جامعہ انوار القرآن گلشن اقبال بلاک ۵ کراچی

رفیق الخطباء والعلماء والطلباء

تالیف: مفتی محمد رفیق الحسنی صاحب

صفحات ۱۷۶ قیمت ۲۰۰ روپے

ناشر: جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم گلستانِ جوہر ۱۵ کراچی

☆مکتبتک المنزلیۃ ھی بستانک الوارف وحدیقتک الخضراء تتنزہ فیھا مع العلماء والحکماء والادباء

© rasailojaraid.com